مکتوبِ حرمین الشریفین

دیارِ حبیب کی باتیں

مولانا شیر علی شاہ صاحب مدرس دارالعلوم حقانیہ

از مکہ مکرمہ

——— اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے اس روسیاہ کو اپنے در تک رسائی بخشی۔ یہ محض اسکی ذرہ نوازی ہے۔ حضرت شیخ الحدیث صاحب ادام اللہ اظلالہم کی دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ راستے کی تمام تکالیف اور سفر کے متاعب و موانع ختم ہوکر بالآخر خانہ کعبہ کی دید سے دیدۂ قلب و جگر کو مسرت وانبساط نصیب ہوئی۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ اپنے گھر سے خدائے عزوجل کے مقدس گھر تک کیسے اور کن حالات میں پہنچا۔ ناامیدی اور پریشانیوں کے سیاہ بادلوں نے کئی دفعہ مغموم ومحزون بنایا۔ مگر یہاں پہنچ کر تمام کلفتیں اور مشقتیں بھول گئی ہیں۔ بلکہ درحقیقت راستے کے یہ مصائب ومتاعب شکریہ کے مستحق ہیں کہ ان کی بدولت دل کی دیرینہ تمنائیں پوری ہو رہی ہیں۔

حج قرآن کے جملہ مناسک بفضلہ تعالیٰ بحالت صحت وعافیت ادا کئے۔ موسم بہت اچھا رہا۔ عرفہ کے دن صبح سے لے کر شام تک بادل رہے۔ اور قدرتی سائبان نے ہمیں معلموں کے سائبانوں سے بے نیاز رکھا۔ صبح سے عصر تک جبل الرحمۃ پر رہے، بعد ازاں اپنے خیمہ کی طرف اترے۔ اس بابرکت دن کے طیب و طاہر لمحات میں بار بار دارالعلوم حقانیہ کی بقا وترقی کے لئے دعائیں کیں۔ دارالعلوم کے تمام متعلقین اراکین کرام معاونین واساتذہ نظار طلبہ وفضلاء حقانیہ کو دعاؤں میں یاد کیا۔ مزدلفہ اور منیٰ بیت اللہ شریف کے سایۂ یمن وبرکت میں جہاں بھی اپنے لئے دعا کی ہے ان تمام کرم فرماؤں کو یاد کیا ہے۔ یہاں پیر کو عرفہ اور منگل کو یوم النحر تھا۔ لاکھوں حاجی چلے گئے، مگر مطاف اور مسعیٰ میں بعینہ وہی ہجوم ہے جو پہلے تھا۔ حالانکہ ترک، ایرانی، یمنی، شامی، اردنی، عراقی اکثر چلے گئے ہیں۔ طواف کرنے میں اب بھی بڑی دقت ہوتی ہے۔ بڑھے اور کمزور تو بمشکل طواف کرتے ہیں۔ حجر اسود کو بوسہ دینا بہت ہی قوی الانسان کا کام ہے جو حاجیوں کو دھکیلنا، کمزوروں کو پاؤں میں روندنا معیوب نہ سمجھتا ہو۔ مجھ جیسے کمزور کو بعد از نماز ظہر یا رات کے کسی حصہ میں

حجر اسود کو بوسہ دینے کی سعادت میسر ہو سکتی ہے۔ عجیب حالت ہے روزانہ سینکڑوں لبیں یہاں سے حاجیوں کی بھری ہوئی نکلتی ہیں۔ مگر فضائے حرم میں وہی بھیڑ ہے جو پہلے تھی۔ امام الحرم الشریف جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں اور اقامت شروع ہوتی ہے تو پولیس لوگوں کو روکتی ہے کہ صفیں باندھ لو مگر پھر بھی لوگ طواف سے باز نہیں آتے۔ تکبیر تحریمہ ہو جاتی ہے اور لوگ اپنے طواف کو نہیں چھوڑتے۔ ادھر جب امام نماز سے فارغ ہو کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ پڑھتا ہے تو حجر اسود کے قریب بیٹھنے والے فوراً اٹھتے ہیں۔ اور حجر اسود کو بوسہ دینے لگتے ہیں۔ بعض لوگوں کو نماز کا خیال ہی نہیں رہتا دو پولیس والے بیچارے اسی ازدحام کو روکنے کیلئے نماز باجماعت میں شریک نہیں ہو سکے وہ بے چارے حجر اسود کی آغوش میں جماعت کی نماز سے محروم ہو جاتے ہیں۔ غالباً بعد میں اور پولیس آ جانے سے ان کو نماز پڑھنے کیلئے رخصت مل جاتی ہے، کہا جاتا ہے کہ عرفہ کے دن تقریباً دس حاجی ہجوم کی وجہ سے فوت ہو گئے ہیں۔ اور منیٰ میں رمی الجمرات کے موقعہ پر ایک دن میں تیس حاجی فوت ہوئے ہیں۔ طواف کرنے والوں میں بھی کل ایک آدمی بے ہوش ہو گیا تھا۔ خدا خبر مر گیا ہے یا نہیں۔ کل ایک بوڑھی عورت ہجوم کی زد میں آ کر حجر اسود کے پاس گر پڑی اور اس کی چیخ و پکار پر لوگوں نے اسکو فوراً کھینچا۔ امسال حاجیوں کی تعداد میں بہ نسبت گزشتہ سالوں کے نمایاں اضافہ ہے۔ حکومت کی طرف سے جاری شدہ اعلانیہ میں باہر سے پاسپورٹ پر آنے والوں کی تعداد ۳۱۶۲۲۶ ہے۔ سعودی حکومت کے باشندے اور آس پاس کے شیوخ کی رعایا جنکی تعداد دس لاکھ سے زیادہ بتائی جاتی ہے، مذکورہ تعداد کے علاوہ ہے۔ گویا باہر سے آنے والے گذشتہ سال کی بہ نسبت ۲۲۱۰۸ زیادہ ہیں۔ اسی طرح مقامی باشندے بھی زیادہ تعداد میں شریک ہوئے ہیں جسکی وجہ موسم کا اعتدال بتایا جاتا ہے۔ سب سے زیادہ حاجی ترکی ہیں۔ دوسرے درجہ پر ایران اور تیسرے درجہ پر پاکستان ہے۔ ان تینوں ملکوں میں اتحاد و یگانگت اور یہ ترتیب حسن اتفاق ہے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ پاکستان کے حاجی سب سے زیادہ ہوتے کیونکہ تمام اسلامی ممالک میں یہ بہت بڑی مملکت ہے۔ ترکیوں کی تعداد النشرۃ الخاصۃ باعداد واجناس الحجاج نے ۳۹۳۰۹ بتائی ہے۔ اور ایران ۳۵۳۳۴، پاکستان ۲۳۹۵۱، ہندی ۱۵۸۶۵، افغانستان ۵۸۷۰۔

ایران کی آبادی ڈھائی کروڑ یا کچھ زیادہ ہوگی وہ بھی اکثر شیعہ۔ مگر بہت بڑی تعداد میں آئے ہیں۔ ترکیوں کی لبیں سات سو سے زیادہ ہیں۔ اسی طرح ایرانیوں کی لبیں بھی کافی ہیں۔ مگر ایرانیوں کی کافی تعداد ہوائی جہازوں سے آئی ہے۔ بحری راستہ سے آنے والوں کی تعداد ۱۱۳۳۹۱ ہے۔ اور ہوائی جہازوں سے ۱۰۰۷۸ ہے۔ خشکی کے راستہ سے آنے والوں کی تعداد ۹۵۷۵۷ ہے۔

یہ خط میں آپ کو باب السعودی کے بالمقابل مسجد الحرام سے لکھ رہا ہوں لوگوں کے ہجوم، تلاوت و درود اور دعاؤں کی گونج سے پورے طور پر خط لکھنے کیطرف توجہ نہیں ـــــ بیت اللہ شریف سامنے ہے اور حاجیوں کا بے پناہ ہجوم پروانوں کی طرح اس شمعِ ربانی کے اردگرد گھوم رہا ہے۔ مجھے تو ایسا محسوس ہو رہا ہے۔ کہ زمین گھوم رہی ہے۔ لطف تو یہ ہے کہ یہاں امتیازی نشانات ختم ہو گئے ہیں۔ رنگین قباؤں والے اور قیمتی کوٹ پتلون والے اسوقت سب ایک ہی لباس میں نظر آ رہے ہیں۔ بعض کمزور و نحیف بوڑھوں اور بوڑھیوں کو اٹھاتے ہوئے طواف کرا رہے ہیں۔ تمام تواضع اور عاجزی سے سرشار ہیں۔ اور خلوصِ دل سے اپنے گناہوں پر پشیمان ہیں اور اللہ تعالیٰ سے وعدہ کرتے ہیں کہ اے باری تعالیٰ تو ہمارے گناہوں کو معاف فرما دے۔ اور آئندہ کے لئے ہمیں اعمالِ صالحہ کی توفیق دے۔ ہم عہد کرتے ہیں۔ اور اس بیت کو گواہ کرتے ہیں کہ آئندہ ہم آپ کی مرضیات کو اپنائیں گے اور تیرے محبوب پیغمبر رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا اتباع کریں گے۔ خدا کرے کہ ان حاجیوں کی یہ دعائیں قبول ہوں اور آئندہ ان کی زندگی قرآن و سنت کے مطابق گذرے۔ ان حاجیوں کے لہجے اور لغات اگرچہ مختلف ہیں، اور ان کے چہروں کے خدوخال اور رنگ میں نمایاں فرق ہے۔ مگر ان تمام کے دل متفق ہیں۔ ہر ایک اپنے کئے ہوئے گناہوں پر پشیمان ہے۔ اشکبار آنکھوں اور لرزاں و ترساں دل کے ساتھ رب البیت سے معافی چاہتے ہیں۔ یہ خانۂ خدا کے اردگرد گھوم رہے ہیں۔ یہ خداوند عزّ وجل کے مہمان ہیں۔ کوئی ملتزم کے پاس رو رہا ہے۔ اللھم یارب البیت العتیق اعتق رقابنا ورقاب آبائنا وامھاتنا ومشائخنا واحبابنا واخواننا۔ الخ کی فریاد کر رہا ہے۔ کوئی اللھم انی عبدک وابن عبدک واقف تحت بابک ملتزم باعتابک کے کلمات سے خدا کو یاد کر رہا ہے۔ کوئی مقامِ ابراہیمی میں رو رہا ہے، کوئی حطیم میں، کوئی تلاوت میں مصروف ہے، عجب عالم ہے۔ جہاں بھی نظر پڑے وہاں سے اللہ اللہ کی صدائیں آتی ہیں۔ خداوند قدوس کی رحمت جوش میں ہے۔ فرشتے ان پروانوں کے لئے دست بدعا ہیں۔

ع من دق باب کریم فتح

غارِ حرا اور غارِ ثور دونوں کی دید نصیب ہوئی حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ انتخاب کو دیکھئے کہ عبادت و ریاضت کے لئے غارِ حرا کی خاموش اور پرسکون جگہ کو منتخب فرمایا جہاں سے بیت اللہ شریف سامنے دکھائی دیتا ہے۔ حضرتؐ دن کو غار کے اندر عبادت و ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتے اور رات کو غار کے اوپر والے بڑے پتھر پر بیٹھ کر عجائبات سمٰوات میں تفکر فرماتے۔ اور پناہ کے لئے غارِ ثور کو منتخب فرمایا۔ جو بلندی میں غارِ حرا سے سہ گنا زیادہ ہے۔ ساڑھے تیرہ سو سال سے

زیادہ عرصہ گزرنے کے باوجود اب تک جانے والا اس کا راستہ بھول جاتا ہے۔ روحانی قوت تھی اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ تھا کہ وہ رات کے آخری حصہ میں وہاں تک گئے اور کچھ دن وہاں رہے وہاں سے بھی بیت اللہ شریف نظر آتا ہے۔ قدیم عرب کا فن سراغ رسانی بھی قابلِ تعجب ہے کہ وہاں تک کیسے پہنچے۔ حالانکہ پہاڑ کے چاروں طرف ریتلی زمین ہے جہاں قدموں کے نشانات ایک سیکنڈ میں ہوا کی وجہ سے مٹ جاتے ہیں اور پہاڑ پر نشانات اقدام کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مولد النبیؐ (جہاں اب ایک لائبریری ہے) شعب ابی طالب (جہاں اب ایک بچوں کا سکول ہے) کو دیکھنے گئے جبل ابی قبیس پر چڑھے جہاں مسجد بلال کے نام سے ایک مسجد مشہور ہے۔ مگر درحقیقت یہ مسجد ہلال ہے۔ یہاں لوگ ہلال دیکھنے کیلئے چڑھتے تھے اور بتاتے ہیں کہ معجزہ شق القمر بھی اس پہاڑی پر رونما ہوا تھا۔

جنت المعلیٰ بھی گئے۔ ام المؤمنین والمؤمنات حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کی قبر پر حاضری کی سعادت نصیب ہوئی۔ محترم قاری محمد امین صاحب (راولپنڈی) بھی ساتھ تھے ام المؤمنین کا یہ روضہ دروازے کے قریب ہے۔ یہاں نہ کوئی گنبد ہے نہ انکی قبر پہ کوئی جھنڈا ہے اور نہ موم بتی جلانے، غلاف اور پھول چڑھانے کی ناجائز رسم ہے۔ سنت نبویؐ کے مطابق ازواج مطہرات اور صحابہ کرام کی یہ قبور ان لوگوں کو سبق دیتی ہیں۔ جو اپنے آباء و اجداد کی قبروں کو پختہ بناتے ہیں اور ان پر گنبد تعمیر کراتے ہیں۔ غلاف اور جھنڈے نصب کرتے ہیں۔ موم بتیاں اور شمع جلاتے ہیں۔ کمائی کے لئے صندوقچے رکھتے ہیں۔ دروازے کے قریب عبدالرحمٰن بن ابی بکر کا روضہ بتاتے ہیں۔ ذرا آگے جاکر حضرت رقیہ اور حضرت آمنہ کی قبر ہے اور پہاڑ کے دامن میں ابوطالب عبدالمطلب عبدالمناف کی قبور ہیں۔ جنت المعلیٰ کے دوسرے حصہ میں ابن زبیرؓ اور اسماءؓ بنت ابی بکرؓ کی قبور ہیں۔ مہاجر مکی حضرت حاجی امداد اللہ مرحوم کی قبر معلوم نہ ہو سکی۔

لیل النہار اطمینانِ قلب و مسرت کے ساتھ گذرتے ہیں۔ آج محترم مولانا قاری محمد امین صاحب (راولپنڈی) کے ذریعہ "الحق" مارچ ۱۹۷۰ء کا مطالعہ نصیب ہوا۔ حجاج بیت اللہ کے ذوق و شوق میں اضافہ کرنے والے مضامین کی دید سے وجدانی مسرتیں نصیب ہوئیں، جنکا اظہار نوکِ قلم سے نہیں کیا جا سکتا۔ خاص کر علامہ مناظر احسن گیلانیؒ کی پُر درد نظم جس نے قلب و روح کے جذبات میں ایک خاص کیفیت پیدا کی۔ محترم قاری صاحب اس عرضِ احسن کو سنتے رہے اور میں ان کو سناتا رہا۔ کتنا لطف ہے کہ خانہ کعبہ کے سامنے عرضِ احسن ہو۔ آپ کے اس حسنِ انتخاب اور ذی الحجہ کے مناسب و موزوں مضامین کو اللہ تعالیٰ قبولیت بخشے۔ آمین —— اس رسالہ سے کتنے لوگوں نے فائدہ حاصل کیا ہوگا۔ ارادہ تھا کہ اس

رسالہ کو رات کے وقت مکمل طور پہ مطالعہ کروں گا۔ خاصکر تعلیمی سال کے افتتاح پر حضرت شیخ الحدیث مدظلہ نے جو تقریر فرمائی ہے۔ مگر اتفاقاً حاجی شیر افضل خان صاحب بدخشی صدر تعمیری کمیٹی دار العلوم سے سامنا ہوا انہوں نے اپنی دلی واردات کا ذکر کیا۔ میں نے کہا الحق میں عرض احسن کے نام سے بہترین اور مؤثر انداز میں آپ کے دل کی ترجمانی کی گئی ہے۔ اور اس کے علاوہ اور بھی اچھے مضامین ہیں۔ میرا خیال تھا کہ ان سے یہ رسالہ واپس لوں گا۔ مگر اب تک ان سے دوبارہ ملاقات نہ ہوسکی۔ غالباً وہ مدینہ منورہ چلے گئے ہیں۔ خلیل الرحمن سے بھیجا ہوا مضمون بھی مکمل طور پہ نہیں دیکھا تھا۔ بہرحال رسالہ الحق کی ترقی کا علم ہو کر از حد خوشی ہوئی۔ دورہ حدیث شریف میں ۱۵۰ طلباء کی شمولیت بھی دار العلوم حقانیہ کی روز افزوں ترقی اور مقبولیت کی مبین دلیل ہے۔ رات کو قاری صاحب مولانا محمد کریم افغانی فاضل حقانیہ، مولانا محمد صادق صاحب فاضل حقانیہ (چلاس) اور بندہ میزاب الرحمۃ کے مقابل بیت اللہ کے سامنے بعد از نماز مغرب تا نماز عشاء بیٹھے تھے اور اجتماعی طور پہ دار العلوم حقانیہ کیلئے بارگاہ رب العزت میں دعائیں کیں۔

مدینہ منورہ اردن کے لیل و نہار میں مجھ پہ کیا گزری یہ ایک طویل داستان ہے۔ انشاء اللہ العزیز بیان کروں گا۔ اردن میں کافی کوششیں کی گئیں۔ ایک دفعہ معلوم ہوا کہ ہوائی جہاز کے ذریعہ سے سفر کرنے پر ویزا مل سکتا ہے، مگر وہ صرف افواہ تھی، پہلے اجازت تھی، مگر بعد میں ممانعت ہوگئی، پھر معلوم ہوا کہ بحری جہاز جا رہا ہے، چنانچہ اس کا ٹکٹ آنے جانے کا خریدا اور عقبہ آیا جو عمان سے ۳۰۰ میل دور وادی سینا کی جانب ہے وہاں آیا تو ۱۷۰۰ پاکستانی پہلے سے جہاز کے انتظار میں بیٹھے تھے۔ عقبہ سے ایک میل کے فاصلے پر ایلہ ہے، جہاں بنی اسرائیل پہ مچھلیوں کے شکار کرنے کے جرم میں عذاب آیا تھا۔ وہاں کافی دن انتظار کے بعد بحری جہاز آیا اور خلیج اکمر کے راستہ سے نہر سویز کے بالمقابل ینبوع اور جدہ پہنچے یہ ۱۷۰۰ پاکستانی جہاز کے انتظار میں کئی دنوں سے پہلے یہاں آئے تھے کمپنی والوں نے ان سے دھوکہ کیا تھا۔ تاریخ یکم فروری بتائی تھی اور دس تاریخ تک بھی جہاز نہ آیا جب ۲۰ فروری آئی تو انہوں نے مجھے کہا کہ آپ عربی جانتے ہیں، آپ یہاں کے مسئول کو رپورٹ کریں، چنانچہ متصرف البلدیہ کے ہاں گیا اور سب حالات بتائے انہوں نے عمان کے کمپنی کے مدیر کو اسی وقت ٹیلیفون کیا کہ فوراً ان کا انتظام کر لیا جائے کہ یہ حاجی یہاں سے چلے جائیں، اس پہ انہوں نے وعدہ کیا کہ فوراً ہم باخرہ (بحری جہاز) طلب کرتے ہیں، مگر یہ وعدہ بھی جھوٹا تھا۔ چند دن گذرنے کے بعد میں مع دو ساتھیوں کے عمان آگیا اور وہاں شاہ حسین بن طلال ملک عمان کو درخواست پیش کر دی اور وزارت داخلہ کے وزیر اعظم الطل کو بھی۔ استاد خلیفہ عبدالرحمن نے بھی اسکو ٹیلیفون پہ کہا تب حکومت نے اس طرف توجہ دی اور سعودی حکومت کو تار دیا کہ فوراً حاجیوں

کو ویزا کی اجازت دے دی جائے اس کے بعد ویزا ملا۔ جہاز آیا اور روانگی ہوئی۔ اسی دوران میں جمعہ کی نماز کیلئے پھر بیت المقدس گیا، اس میں خدا کی حکمت تھی، عقبہ کے حاجیوں کی خدمت کرائی —— ۱۷۰۰ حاجی تمام دعائیں دیتے ہیں اور اب بھی جہاں ملتے ہیں تو دعائیں دیتے ہیں۔

ایک لمحہ کے لئے پھر مجھے عمان اور عقبہ کی پریشانیوں کی طرف آپ نے توجہ دلائی مگر درحقیقت عقبہ میں جو ایام گزرے ہیں وہ ہمیشہ یاد رہیں گے اگر زندگی ہوئی تو انشاء اللہ العزیز آپ کو عمان اور عقبہ کے احباب سے ملاؤں گا۔ وہاں عمان اور عقبہ اریحا میں ایسے دوست اہل علم مل گئے تھے جنکی ملاقاتوں کی وجہ سے سب کچھ بھول گیا تھا۔ مصر کے مشائخ جو مبعوث الازہر ہیں اور وعظ و ارشاد کے امور سرانجام دے رہے ہیں۔ خاص کر شیخ معوض، فلسطینی علماء اور نوجوان طبقہ، کئی کئی کتابیں تحفے کے طور پر دہ دیتے جو میں بوجہ زیادہ ہونے کی وجہ سے اپنے دوستوں میں بانٹتا رہا۔ خاصکر مصری علماء کے رسالے اور کتابیں۔ عمان کے ایک بڑے مصنف شیخ معوض جن کی تقاریر پر عمان ریڈیو سے نشر ہوتی ہیں، سے الحق کیلئے کافی مضامین حاصل کئے۔ نماز مغرب اور نماز عشاء کے بعد عقبہ کے اکثر دوست جمع ہوتے اور مجھے مجبور کرتے کہ کسی حدیث شریف یا آیت کریمہ کے متعلق بیان کریں۔ پہلے تو میں کافی عذر و معذرت کرتا مگر وہ مجبور کرتے، آہستہ آہستہ عربی بولنے میں پھر دقت محسوس نہ ہوتی۔

فلسطینی مہاجرین میں دین کا بہت بڑا جذبہ ہے، گھنٹوں تک اگر قرآن و حدیث بیان کی جائے تو وہ سنتے رہیں گے، انہوں نے مجھے واپسی پر عقبہ میں ایک ماہ رہنے کے لئے کہا ہے مگر میں نے ان کو کہا کہ میں دارالعلوم حقانیہ جو میرا مادر علمی ہے اس میں ملازم ہوں، میں کیسے یہاں رہ سکتا ہوں۔ اکثر کے دل میں دارالعلوم میں پڑھنے کا شوق ہے —— عقبہ کے اس شہر میں آپ عورت کو قطعاً باہر نہیں دیکھیں گے چھوٹی لڑکیاں بھی باہر نہیں نکلتیں۔ ریاطی قبیلہ جو فلسطین میں مشہور قبیلہ ہے، ان لوگوں کی داڑھیاں ہیں۔ ان کی عورتیں پٹھانوں کی طرح ہیں، بود و باش بعینہ پٹھانوں کی طرح، انشاء اللہ تعطیلات کے دوران میں دونوں ان بلاد کی سیاحت کریں گے۔ آپ کی رفاقت ہو اور اس علاقہ کا سفر ہو کتنی خوشی کی بات ہوگی۔

مولانا عبدالغفور صاحب مدنی مدظلہم کی طبیعت آج نسبتاً کچھ اچھی تھی۔ کل میں نے الحق میں شائع شدہ حضرت کی تقاریر جو کراچی میں ہوئیں، حضرت مدظلہ کے فرمان پر سنائیں۔ حضرت کی مجلس میں تیس تک علماء و صلحاء موجود تھے اور مشاہیر بھی جن میں ہمارے ملک کے کمشنر فرید اللہ شاہ صاحب بھی شامل تھے۔ دوسری قسط بھی سنائی۔ حضرت مدظلہ رو رہے تھے۔ اخیر میں فرمایا بالکل پورے کا پورا مضمون آگیا ہے۔ رسالہ الحق کو اللہ تعالیٰ ترقی دے کہ مذہبی، تبلیغی کام سرانجام دے سکے۔ رات کو حضرت مدظلہ نے اپنے صاحبزادہ

اور مولانا لطف اللہ صاحب سے کہا کہ دارالعلوم حقانیہ نے میری تقاریر کو جس اہتمام سے شائع کیا ہے، پاکستان بھر میں کسی نے بھی اتنے اہتمام کے ساتھ شائع نہیں کیا، یہ محض حضرت مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی قلبی محبت کا نتیجہ ہے۔ آج انہوں نے مجھے دعوت دی تھی اور دو بجے جب میں گیا تو حضرت شاہ عبداللہ شاہ صاحب (کراچی) سے ملاقات ہوئی، انہوں نے فرمایا کہ حضرت کو دارالعلوم حقانیہ سے بے پناہ محبت ہے اور یہ درحقیقت حضرت مولانا عبدالحق صاحب کے خلوص وللہیت کا نتیجہ ہے اور فرمایا کہ دارالعلوم حقانیہ پاکستان بھر میں صحیح معنوں میں علوم دینیہ کی خدمت کر رہا ہے۔ پھر مولانا عبدالحق صاحب (صاحبزادۂ حضرت مدظلہ) آئے، انہوں نے کہا کہ رات کو میرے والد صاحب نے آپ کے بارے میں پوری تاکید کی ہے کہ اس کا پورا خیال رکھیں۔ اور فرمایا کہ دارالعلوم حقانیہ کے ساتھ جو عقیدت ومحبت ہمیں ہے وہ اللہ بہتر جانتا ہے، کھانا کھانے کے بعد وہ مجھے اپنے گھر لے گئے اور چائے پلائی، پھر مجھے دو کتابیں ہدیۃً دیں۔ اور ایک کتاب آپ کیلئے ہدیۃً دی۔ اور بخاری شریف کا ایک مصری نسخہ جو چار جلدوں میں ہے، دارالعلوم کیلئے دے دیا اور دیگر کتابوں کے بارے میں کہا کہ میں دوں گا۔

اس بیماری کی حالت میں جب ان کو حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کا سلام پہنچایا گیا اور بیماری کا ذکر کیا، تو رو کر فرمانے لگے کہ "حضرت مولانا عبدالحق صاحب میرے دل ہیں۔ میرا دل بے اختیار ان کو دعائیں دیتا ہے۔ وہ اپنی ہمت سے زیادہ دینی کام کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو صحت تامہ کاملہ بخشے اور دارالعلوم حقانیہ کی سرپرستی کیلئے ان کی عمر میں برکت عطا فرمادے۔ دارالعلوم کے ارکین، اساتذہ ومعاونین سے مجھے قلبی محبت ہے۔ دارالعلوم حقانیہ پاکستان بھر میں میرا محبوب ادارہ ہے، اللہ تعالیٰ اس ادارہ کو اور تمام دینی مدارس کو ترقی اور اغیار واشرار کے فتنوں سے ان اسلامی قلعوں کو محفوظ رکھے۔

حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب سہارنپوری مدظلہ و حضرت بنوری بھی تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان سے ملاقات ہوئی ہے۔ اسی طرح حرم شریف میں حلب کے مشہور بزرگ شیخ عبدالقادر عیسیٰ صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ اور اسیطرح یہاں کے ایک ممتاز بزرگ عبدالعزیز بخاری سے بھی۔ ان حضرات سے دارالعلوم کے لئے دعائیں کرائیں۔ ان ہر دو حضرات نے حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کو تسلیمات ودعوات پہنچانے کا فرمایا۔

فقط والسلام

شیر علی شاہ عفی عنہ